تفسير احمد

سُورَةُ الشَّرْحِ

Ketabton.com

جزء - 30

سوره «الشرح» کا تفسیر و ترجمه

تصنيف: امين الدين « سعيدي - سعيد افغانى»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم الله الرحمن الرحیم
سورة الشرح
جزء ۳۰

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی، اس کی«۸» آیات ہیں

وجہ تسمیہ:

اس سورہ مبارک کا نام «الشرح» یا « انشراح» یا « الم نشرح» رکھنے کے بارے میں مفسرین کہتے ہیں کہ: اس سورت کا آغاز رسول الله صلی الله علیہ وسلم کو حکمت اور ایمان کے نور سے منور کرنے اور ہدایت دینے اور شرح صدر ہونےسے ہوا ہے۔

ہاں، جس کے ساتھ الله خیر کا ارادہ رکھتا ہو، اس کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کے سینے کو (دلِ) اسلام اور نیکی اور سعادت کے لیے کھول دیتا ہے، (انعام: ۱۲۵)

سورت «الشرح» «سورةالضحی» کے بعد نازل ہوئی ہے، یہ گویا کہ اس کا تکملہ ہے، کیونکہ یہ روح پرور سایہ اپنے پیارے نبی محمد صلی الله علیہ وسلم پر رب کے فضل و کرم سے پھیلا ہے ۔

سورة «الشرح» کی آیات، الفاظ اور حروف کی تعداد

سورة الشرح مکہ میں نازل ہوئی ہے، اس کا ایک(۱) رکوع، آٹھ(۸) آیات، ستائیس(۲۷) الفاظ، ایک سو دو(۱۰۲) حروف اور سینتیس نقطے ہیں۔

(قرآن کریم کی سورتوں کے حروف کی تعداد میں علماء کے اقوال مختلف ہیں اس بحث کی تفصیل معلوم کرنے کے لیے سورہ "طور" تفسیر احمد کی طرف رجوع کریں)

سورہ مبارکہ کا سبب نزول

یہ سورہ اس وقت نازل ہوئی جب مشرکین نے مسلمانوں کو ان کے فقر اور تنگدستی کی بناء پرطعن وتشنیع کی۔

ابن جریر نے حسن رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب الله تعالیٰ نے آیت"اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًاؕ۝۶" نازل کی تو رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا:

خوش رہو کہ تمہیں سکون اور راحت ملی ہے اور ایک مصیبت اور سختی کبھی دو آسانیوں اور راحتوں کو مغلوب کی نہیں کرسکتی۔

سورة «انشراح» کا تعارف

اس بات پر مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ سورت سورة الضحی کے بعد نازل ہوئی ہے اور اس کے مشتملات بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں، اس سورہ میں الله تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی الله علیہ وسلم پرنازل شدہ نعمتوں

(c) ketabton.com: The Digital Library

میں سے کچھ کو شمار کیا گیا ہے، درحقیقت سورۃ الضحی میں تین قسم کے عظیم تحفوں کا ذکر ہے، اور یہ تین عظیم تحفے سورہ انشراح میں بھی مذکور ہیں، اس سورت کی تین نعمتوں کا مواد تمام روحانی پہلوؤں پر مشتمل ہے اور تین محوروں کے گرد گھومتا ہے ایک تو ان تینوں نعمتوں کا اظہار ہے اور دوسرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی گئی ہے کہ مستقبل میں دعوت کی مشکلات ختم ہوں گی، اور آپؐ سے یہ بھی کہاگیا ہے کہ ایک رب کی طرف ہی متوجہ رہیں اور اس کی عبادت کی ترغیب بھی دی گئی ہے، مجموعی طورپر اس سورت میں چند امور کا ذکر ہے، (۱) رسولؐ پر اللہ کا خصوصی احسان (۲) اس بات کی تسلی کہ مشکلات ختم ہونے والی ہیں (۳) راہ رسالت میں جو مشکلات آئیں گی ان میں اللہ آپ کی اور تائید کرےگا ، اور اس طریقے سے آپؐ نے اپنے فرائض احسن طریقے سے ادا کیے، سورہ انشراح میں آیات کا طرز بیان رب کے غیر معمولی فضل اور محبت اور تسلی سے بھرپور ہے، جوکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دل جوئی اور تسلی ہے۔

اس سورت میں، اللہ تعالی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہتا ہے کہ ان شاندار کاموں کو سر انجام دینے اور اللہ کی راہ میں کوشش کرنے سے آپؐ کبھی باز نہ آئیں، جب وہ ایک کام کرلیں تو اس سے بڑا اور مشکل کام شروع کردیں تاکہ اس کے نتائج سے بھی فائدہ اٹھائیں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

سورۃ الشرح

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ۙ﴿۱﴾ وَوَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَہۡرَکَ ۙ﴿۳﴾ وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ﴿۴﴾ فَاِنَّ
مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۙ﴿۷﴾ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ ٪﴿۸﴾

سورت کا مختصر ترجمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	شروع کرتاهوں الله کے نام سے جوبڑا مهربان نهایت رحم والاهے
اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ۙ﴿۱﴾	کیا ہم نے تیرے لیے تیرا سینہ نہیں کھول دیا (۱)
وَوَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ ۙ﴿۲﴾	اور ہم نے تم پر سے تمہارا بھاری بوجھ نہیں اتارا؟ (۲)
الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَہۡرَکَ ۙ﴿۳﴾	وہ بوجھ جس نے تمہاری کمر جھکا دی تھی (۳)
وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ﴿۴﴾	اور ہم نے تیرا ذکر اور آوازہ بلند کردیا (۴)
فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ۙ﴿۵﴾	پس بیشک هرمشکل کی ساتھ آسانی هے
اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ؕ﴿۶﴾	بیشک مشکل کے ساتھ آسانی هے
فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۙ﴿۷﴾	توجب اپنے کام سے فارغ هوجاؤ تو محنت کر
وَاِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ ٪﴿۸﴾	اور اپنے پروردگارکی طرف متوجه هوجایا کرو

سورۃ الانشراح کی مختصر تفسیر

اس سورہ کی مبارک آیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر احسانات اور احکام کے بارے میں بحث ہے۔

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ۙ﴿۱﴾	کیا ہم نے تیرے لیے تیرا سینہ نہیں کھول دیا (۱)

(c) ketabton.com: The Digital Library

(یہ تقریری استفہام ہے، یعنی: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم نے سینے کو ایمان، ہدایت اور قرآن کے نور سے نہیں کھولا ہے، اور کیا ہم نے آپ کے دل کو غم سے آزاد نہیں کیا؟ اور آپ کو جاہلیت کے ماحول کے انتشار اور نبوت کے عظیم ذمہ داری کی سختیاں برداشت کرنے کی ہمت نہیں دی؟ .

لغات کی تشریح :

«نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ» کیا تیرے سینے کو نبوت اور اس کی پاکی کے ذریعہ ایمان اور حکمت سے لبریز کرکے نہیں کھولا؟

«شرح صدر» کا مطلب ہے سینہ کھولنا اور انسان کی صلاحیتوں میں اضافہ تاکہ وہ مصیبتوں کو برداشت کرسکے، اور مشکلات و مصائب میں صبر و استقامت کا مظاہر ہ کرے۔

مفسرین نے لکھا ہے:

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی کے طور پر چنا تو ان کی سب سے پہلی درخواست شرح صدر تھی، جب انہوں نے کہا: (رَبِّ اشۡرَحۡ لِي صَدۡرِي) (طہٰ:۲۵) ترجمہ:"اے میرے رب! میرے لیے میرا سینہ کھول دے"۔

لیکن پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر مانگے خدا کا یہ فضل عطا ہوا اور خدا کی طرف سے ان کو شرح صدر ملی .

ابن کثیر اس مبارک آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں : اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ کے دل کو روشن اور کشادہ کردیا، جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کو روشن کردیا اسی طرح آپ کو دی گئی شریعت کو بھی کشادہ کردیا ہے یعنی اسے میسر اور آسان کردیا، نہ اس میں طاقت سے زیادہ بوجھ ہے اور نہ ہی کمزوری اور تنگ نظری۔(مختصر:۶۵۲/۳)۔

تمام مفسرین الم نشرح کی تفسیر میں کہتے ہیں:شرح صدر کنایہ ہے سینہ کی وسعت پانے اور الجھنوں، اداسی اور گمراہی سے قبل از نبوت رہائی پانا، نبوت اور قیادت کے مسائل کو برداشت کرنے کی صلاحیت، ماحول کی خرابیوں اور کفار و مشرکین و دیگر کی طرف سے ملنے والی تکالیف پر صبر و تحمل (ملاحظہ ہوں: سورہ انعام آیہ: 125، سورہ زمرآیہ: 22، سورہ طه آیہ: 25، سورہ نحلآیہ: 106)۔

ابو حیان نے آیت مبارکہ کی تفسیر میں کہاہے کہ: شرح الصدر سے مراد حکمت کے ساتھ اس کو روشن کرنا، اور نازل شدہ وحی کو حاصل کرنے کے لیے اسے وسیع کرنا ہے، جمہور کی رائے بھی یہی ہے، بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ شرح الصدر کا مطلب یہ ہے کہ بچپن میں جبرائیل نے آپؐ کا سینہ چاک کیا تھا، (یہ رائے ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے، (البحر:۴۸۷/۸)

(c) ketabton.com: The Digital Library

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ: شق الصدر نبوت کے مبادیات میں سے ہے، یعنی اس کے مقدمات اور بشارتوں میں سے ایک ہے۔

محترم قارئین:

چونکہ رنج و غم اور غصہ کو اگرکم نہیں کیا جاسکتا تو مشکلات کو برداشت کرنے کے لیے استطاعت کو بڑھانا چاہئیے نہ کہ مقابلے میں پسپائی اختیار کی جائے، شرح صدر جس کا تذکرہ آیت مبارکہ میں آیا ہے، خدا کے خاص فضل و مہربانی ہے:"فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ ○." ترجمه: (پس جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہے، اس کے سینے کو اسلام کے لیے کشادہ کردیتا ہے)۔

نفسیاتی طور پر دنیاوی مسائل اور پریشانیوں سے نبرد آزما ہوتے وقت ذہن کو اس پر مرکوز نہیں کرنا چاہیے، بلکہ توجه اس آسانی پر مرکوز رهنی چاهیے، جسکا رب نے وعدہ کیاھے اور اس کی سنت چلی آرهی هے۔

آیت مبارکہ میں شرح صدر سے مراد: "اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ" الله کی طرف سے ودیعت کردہ نور سکون اور اطمنان کےذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اور فکر کی وسعت ہے، اس توسع کا ایک مفصل مفہوم ہوسکتا ہے جس میں وحی اور رسالت کے ذریعے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی وسعت ، اور اپنے دشمنوں اور مخالفین کی ہٹ دھرمی اور رکاوٹوں کے خلاف آپ کی برداشت اور استقامت بھی شامل ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری انفرادی اجتماعی اور معاشرتی زندگی کے لیے بہترین مثال ہیں، وہ ہدایت کے ایسے چراغ ہیں کہ جس نے عالم انسانیت کو منور کیا، اور اپنی زندگی اور کلام سے خوبصورت روایات قائم کیں، اور زمین سے آسمان تک اور اس دنیا سے آخرت تک کے سفر کا ایک جامع منصوبہ پیش کیا، اس لیے اس کردار کی سوانح حیات اور موتیوں جیسے الفاظ خصوصی توجہ کے مستحق ہیں، تقدس مآب کی اہم ترین سوانح میں سے ایک شرح الصدر ہے، وہ طرز زندگی جس کا ذکر خدا نے قرآن میں بڑی عظمت کے ساتھ کیا ہے، اور اسے اپنی عظیم نعمتوں میں سے ایک قرار دیا ہے۔

یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کی وسعت اور کشادگی ہے کہ رسالت کا بھاری بوجھ بھی آپ کے لیے قابل برداشت تھا، ایک ایسا بھاری بوجھ جو انسان کی کمر جھکا دیتا ہے۔

یہ شرح صدر ہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مصیبتوں کے مقابلے میں سربلند اور فتح مند بناتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کا نام بلند کرتا ہے، سچائی اور کمال کی راہ چلنے کا بہترین ذریعہ چوڑا سینہ یعنی شرح صدر ہے ،

(c) ketabton.com: The Digital Library

سینہ جتنا چوڑا ہوگا، پرواز اتنی اونچی ہوگی، خدا کے محبوب کے دل کی وسعت اور کشادگی اس حد تک ہے کہ وہ خدا کے علاوہ دیگر امور پر بھی محیط ہے، اس کے نور اور مہربانی کے دسترخوان سے تمام جہان ریزہ خوری کرنے والا ہے، قلم اور اظہار اس کی بلند الٰہی روح کےادراک سے قاصر ہے۔

سورہ انعام کی آیت:"۱۲۵" ہے: (فَمَنۡ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنۡ يَّهۡدِيَهٗ يَشۡرَحۡ صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ‌ۚ ○ وَمَنۡ يُّرِدۡ اَنۡ يُّضِلَّهٗ يَجۡعَلۡ صَدۡرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ‌ؕ ○ كَذٰلِكَ يَجۡعَلُ اللّٰهُ الرِّجۡسَ عَلَى الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۱۲۵ ○) پس جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہے، اس کے سینے کو اسلام کے لیے کشادہ کردیتا ہے، (یعنی: اس دل کو کھول دیتا ہے اور وسیع کردیتا ہے تاکہ اسلام کو کھلے سینے کے ساتھ قبول کرے) اورجسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ اور گُٹھاھوا کردیتاھے گویا وہ آسمان پر چڑھ رھاھے، اس طرح خدا ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے عذاب بھیجتاھے ۔

اس آیت کی میں تفسیر انوار القرآن کے مصنف لکھتے ھیں: عبد الرزاق، ابن جریر الطبری اور دیگر کی روایت کردہ حدیث شریف میں ہے: صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا: اے خدا کے رسول! انسانی سینہ کیسے پھیلتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نور يقذف فيه.فينشرح له وينفسح) ایک نور ہے جو اس میں ڈالا جاتا ہے، اور پھر سینہ اس نور کے لیے کھلتا اور پھیلتا ہے یا نور کھلتاہے پھیلتاہے۔

کہنے لگے: کیا اس انشراح اور کشادگی کی کوئی نشانی ہے کہ اس سے پہچانا جاسکے: فرمایا: (الإنابة إلى دار الخلود.والتجافي عن دار الغرور،والاستعداد للموت قبل لقاء الموت) ہاں! اس کی نشانی ابدیت کے گھر کی طرف رخ کرنا ہے، دل کودھوکے کے گھر سے پھیرنا اور اس میں آرام نہ پکڑنا اور موت کا سامنا کرنے سے پہلے موت کی تیاری کرنا۔

حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ:مؤمنوں میں سے زیادہ عقلمند اور سمجھدار کون ہے؟ فرمایا:" جو اکثر موت کو یاد کرتا ہواور جو زیادہ موت کے بعد کے لیے تیاری کرتا ہو" اور جس کو خدا گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ اس قدر تنگ کردیتا ہے کہ اس میں ایمان اور ہدایت کی کوئی جگہ نہیں رہتی، ابن کثیر کہتے ہیں: یعنی اس کے سینے کو "لا الٰہ الااللہ" کے قبول کرنے سے بھی تنگ کردیتا ہے، یہاں تک کہ یہ کلمہ طیبہ بھی اس میں داخل نہیں ہوتا۔

زجاج کہتے ہیں کہ: حرج، تنگی کی آخری حد ہے، (گویا وہ مشکل سے آسمان کی طرف جارہا ہے) کیونکہ جو شخص آسمان کی طرف جاتا ہے وہ ہوا کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

دباؤ اور آکسیجن کی کمی کی وجہ سے مشکل میں ہوتا ہے، اسے سینے میں جکڑن محسوس ہوتی ہے، جیسے اس کا دم گھٹنے والا ہو، واضح رہے کہ نئی علمی دریافتوں سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ یہ تنبیہ قرآن کریم کے معجزات میں سے ایک ہے کیونکہ یہ آیت جس علمی سچائی کا اظہار کرتی ہے اس کا علم اس دور میں نہیں تھا جب قرآن مجید نازل ہوا تھا، ہاں، یہ آیت ایک ایسے شخص کی روحانی حالت کا بتاتی ہے جسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے، جب کہ اس کا مقدر گمراہ ہی ہو، اس شخص کی اندرونی کیفیت کی مشابہت بیان کی گئی ہے، آسمان پر چڑھنے سے اپنے سینے میں سخت تنگی محسوس کرتا ہے گویا کہ اس کا دم گھٹتا جا رہاہے ، اور یہ مطلب کہ یہ قرآن کے نزول کے وقت کسی کو معلوم نہ تھا کہ اوپر چڑھنے س انسان کا دم گھٹتاہے۔

علامہ عبد الرحمٰن سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے سعادت، ہدایت، بدبختی اور گمراہی کی نشانیاں اور علامات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: جس شخص کا سینہ اسلام قبول کرنے کے لیے کشادہ ہوجائے، یعنی: اس کا سینہ اور باطن کشادہ ہوگیا، اور ایمان کے نور سے منور ہوا،اور یقین کے نور سے زندہ ہوا اور سکون پایا، اور نیکی کو پسند کیا، اور نیک کام انجام دینے کو خوبصورت پایا، اور اس سے لطف اندوز ہوا، اسے مشکل نہیں لگا، یقیناً یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کے رب نے اس کی رہنمائی کی ہے اور اسے صحیح ترین راستہ اختیار کرنے کی توفیق بخشی ہے۔

اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے سینے کو تنگ کردیتا ہے، یعنی اسے بے حد تنگ بنادیتا ہے کہ اس میں ایمان اور یقین کی کوئی جگہ نہیں ہوتی، اور شکوک و شبہات میں ڈوبا ہوا ہوگا، اس تک کوئی بھلائی نہیں پہنچے گی، اور اس کا دل نیکی کرنے کی طرف مائل نہیں ہوتا، اور اس کا سینہ اس طرح تنگ ہوکر دھڑکتا ہے کہ گویا وہ آسمان کی طرف چڑھ رہاہے،گویا اسے ایسا کرنے پر مجبور کیا جارہاہے، لیکن جانے کا کوئی راستہ نہیں پاتا، اور یہ اس لیے ہے کہ وہ ایمان نہیں رکھتا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس پر گمراہی اور عذاب ڈال دیا، کیونکہ اس نے رحمت اور بھلائی کا دروازہ اپنے اوپر بند کر رکھا ہے اور یہ وہ پیمانہ ہے جس میں ظلم و جبر نہیں ہے، یہ وہ طریقہ ہے جو بدلتا نہیں ہے، پس جو شخص معاف کردے اور عطا کردے اور خدا سے ڈرے وہ متقی ہے، اور اچھے دین کا اقرار کرے تو عنقریب ہم اس کے قدموں کے آگے ایک آسان راستہ رکھ دیں گے، اور اس کے لیے آسان کردیں گے، اور جو شخص بخل کرے گا اور خود کو خدا سے بے نیاز کرے گا، اچھے دین کا انکار کرے گا تو ہم اسے جلد ہی مشکل راستہ دیں گے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲	اور ہم نے تم پر سے تمہارا بھاری بوجھ نہیں اتارا؟ (۲)

یعنی: اس طرح ہم نے آپ پر بوجھ ڈالا تھا اسے کم کردیا، آپ کودرپیش مصائب اور مشکلات ختم کردیں، ہم آپ سے راضی ہوگئے اور آپ پر اپنی بخشش اور رحمت کی بارش کردی۔

مفسرین لفظ «وَضَعْنَا» کی تشریح میں لکھتے ہیں: ہم نیچے لائے ۔

«وِزْر» لغت میں بھاری ہونے کے معنی میں ہے۔

لفظ "وزیر" بھی اس سے ماخوذ ہے، کیونکہ وہ حکومت کا بھاری بوجھ اٹھاتا ہے، گناہوں کو اسی وجہ سے "وِزر" کہتے ہیں، کیونکہ گنہگار کے کندھوں پر بہت زیادہ بوجھ ہوتا ہے۔

بعض مفسرین نے نزول کے شروع میں (وزر) کو بہ معنی (وحی) کے بھاری بوجھ سے تعبیر کیا ہے۔

بعض نے گمراہی اور مشرکوں کی ہٹ دھرمی سے کیا ہے۔

اور بعض نے انتہائی ایذا رسانی سے۔

اور بعض نے چچا ابو طالب اور آپؐ کی اہلیہ خدیجہ کی وفات سے ہونے والا غم بتایا ہے اور بعض نے آخرت میں معصومیت یعنی گناہ سے پاکیزگی سے تعبیر کی ہے۔

لیکن بظاہر یہ پہلی تشریح کے مترادف ہے، اس کمر توڑنے والے بوجھ کا مقصد نبوت سے پہلے کے معاشرے میں کفر، شرک اور خونریزی، ظلم اور فساد سے پہنچنے والا درد اور رنج ہے اور نبوت کے آغاز میں آنحضرتؐ کی کوشش لوگوں کی پریشانی اور مشکلات دور کرنے کے لیے ہے۔

آیات کے شواہد سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رسالت اور نبوت کا مقصد، توحید یعنی اللہ کی عبادت اور بندگی کی طرف دعوت اور اس آلودہ ماحول سے فسق و فجور کے اثرات کو دور کرنا ہے، نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلکہ دعوت کے آغاز میں تمام انبیاء علیہم السلام کو بڑی بڑی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا ، اور وہ صرف خدا کی مدد سے ہی ان پر فتح حاصل کرسکے تھے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ماحول کے حالات، کچھ وجوہات کی بناپر زیادہ مشکل اور بوجھل تھے۔

الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝۳	وہ بوجھ جس نے تمہاری کمر جھکا دی تھی (۳)

«اَنْقَضَ»ٖ بھاری پڑگیا تھا، بھاری بوجھ بن گیا تھا، مجازاً کمر توڑنے کا معنی دیتا ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہمارا عظمت والا رب اپنے ایک اور عظیم تحفے کا نبی کریم صلی الله علیہ وسلم سے تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کیا ہم نے تجھ سے بھاری بوجھ نہیں اُتارا؟ وہ بوجھ جو تم پر سخت بھاری پڑگیا تھا، (الَّذِيٓ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ)۔

«اَنۡقَضَ» نَقَضَ کے مادے سے ہے جو رسی سے گٹّان کھولنے کے معنی میں ہے، یا کسی عمارت کے ایک دوسرے سے جُڑے ہوئے حصے کو الگ کرنا، اور (انتقاض) ایسی آواز کو کہتے ہیں جو ایک عمارت کے دوحصوں کا ایک دوسرے سے الگ ہونے کی صورت میں سنائی دیتی ہے، یا وزنی بوجھ اٹھانے کی وجہ سے کمر کے مہروں سے جو آواز آتی ہے۔
یہ لفظ عہد اور وعدے توڑنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، کہتے ہیں (نَقَضَ فُلانُ عهدَه) فلاں نے عہد توڑا ہے۔
اسی طرح اوپر والی آیت کہتی ہے کہ خدا نے وہ بھاری اور کمر توڑنے والا بوجھ تم سے ہٹا دیا، وہ کونسا بوجھ تھا جسے الله تعالیٰ نے اپنے نبی کی پیٹھ سے ہٹا دیا تھا؟ آیات کے دلائل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد نبوت اور رسالت کی راہ میں حائل رکاوٹیں اور مشکلات ، توحید اور اس اکیلے ذات کی عبادت کی طرف دعوت کی سختیاں، اور اس آلودہ ماحول سے فساد کے اثرات کو دور کرنا تھا، صرف نبی کریم صلی الله علیہ وسلم ہی نہیں، بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کو دعوت کے آغاز میں ایسے بڑے مسائل درپیش تھے، اور وہ صرف خدائی مدد سے ہی ان پر فتح حاصل کرسکے تھے، لیکن رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے زمانے کے ماحول کے حالات کچھ زیادہ سخت، اورمشکل تھے۔

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ۝٤	اور ہم نے تیرا ذکر اور آوازہ بلند کردیا (۴)

کیا ہم نے تیرا ذکر بلند نہیں کیا اور آپ کی ساکھ نہیں بڑھائی؟ ہم نے آپ کا مقام اور مرتبہ بلند کیا اور آپ کی یاد اور شہرت کو مناروں، منبروں اور کتابوں میں بلند کیا، آپ یتیم تھے کوئی آپ کا ساتھ نہیں دے رہاتھا، آپ بے کس تھے آپ کا کوئی حامی نہیں تھا، آپ کے چاچا، جن کو آپ کا ساتھ دینا تھا، آپ کے خلاف کھڑے ہوگئے، آپ کے ساتھ ہم تھے ہم نے آپ کونہیں چھوڑا کہ آپ کو شکست دی جاتی۔
مجاہد نے کہا: کہ جب بھی الله کا نام لیا جائے تو محمد صلی الله علیہ وسلم کا نام اس کے ہمراہ لیا جائے گا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

قتاده نے کہا: خدا نے دنیا اور آخرت میں آپؐ کا نام بلند کیا، ہر مبلغ، گواه اور عبادت گزار پکارتا ہے: (أشهد أن لا إله إلا الله و أن محمدا رسول الله)۔

حدیث شریف میں ہے: جبرئیل میرے پاس آئے اور فرمایا: اے محمد! تمہارا رب فرماتا ہے: کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے نام اور یاد کو کیسے بلند کیا؟ میں نے کہا: خدا جانتا ہے، اس نے کہا: کہ جب میرا نام لیا جائے گا تو تمہارا نام بھی ساتھ ہی لیا جائے گا، (مختصر:٦٥٢/٣)۔

البحر میں آیا ہے کہ: پیغمبر کا نام شہادت، اذان، اقامت، تشہد اور خطبہ اور بہت سے مواقع پر قرآن و غیرہ میں خدا کے نام کے ساتھ جڑا ہوا ہے، انبیاء اور ان کی قوموں سے کہا گیا ہے کہ محمد صلی الله علیہ وسلم پر ایمان لائیں، (البحر المحیط:٤٨٨/٨)۔

اس بارے میں حسن بن ثابت نے کہا ہے: (وضمّ الإله اسم النبي إلى اسمه إذا قال في الخمس المؤذن أشهد و شقّ له من اسمه ليجله فذو العرش محمود و هذا محمد) ترجمہ: خدا نے پانچوں اذانوں میں پیغمبر کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ذکر کیا، اور اپنے نام سے ان کے لیے ایک نام اخذ کیا، تاکه انہیں عزت بخشے، عرش کے مالک خدا کا نام محمود اور آپؐ کا نام محمّد هے، (مختصر) (652/3) ۔

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٥	پس بیشک هرمشکل کی ساتھ آسانی هے

یعنی: درحقیقت هرسختی کے ساتھ آسانی هے، هرتنگی کے ساتھ ایک کشادگی هے، غم کے ساتھ خوشحالی هے، اور اداسی کی رات کی بعد خوشی کی صبح آتی هے، لهذا مشکل اور پریشانی جاری نهیں رهے گی، اور مصائب وآلام باقی نهیں رهیں گے۔

«عُسْرِ يُسْرًا» یه دونوں الفاظ متضاد هیں، «عُسر» کا مطلب سختی هے اور «یُسر» کا مطلب آسانی ۔

مفسرین نے کهاهے: مکه میں رسول الله علیه وسلم اور آپ کے اصحاب مشرکین کے ظلم وستم کی وجه سے سخت مشکلات میں تهے، اس لیے آپؐ کے دل کو تسلی اور سکون دینے اورآپؐ کی امید کو مضبوط کرنے کے لیے، الله تعالی نےآپؐ سے آسانی اور راحت کا وعده کیا، جیساکه سورة کے شروع میں آپؐ کو دی گئی نعمتوں کا شمار کیا اور فرمایا: جس نے یه قیمتی نعمتیں تمهیں عطاکی هیں وه تمهیں ان پرفتح یاب کرے گا، تیرے کام کو سنوارے گا، ان مشکلات کو جلد هی آسانی میں بدل دے گا، چنانچه اس نے مبالغه کی صورت

(c) ketabton.com: The Digital Library

میں اسے دھرایا اور فرمایا:

إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾	بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ھے

بلاشبه سختی اور مشکلات کے ساتھ سکون اور آسانی ھے، اس میں کوئی شک نهیں که هرمشکل کے ساتھ ایک آسانی ہوئی ھے، پس غمگین اور اداس مت هو، حدیث میں آتاھے: سختی دو آسانیوں پر نهیں جیتتی (حاکم وبیهقی).
مفسرین اس مبارک آیت کی تفسیر میں لکھتے ھے: «فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾ »
یه ایک خوشخبری ھے که جب بھی سختی اور مشکلات آتی ھیں آسانی ان کے ساتھ ھوتی ھے، حتی کہ اگر سختی اور مشکل کسی بل میں چلی بھی جائے تو آسانی اس پر داخل ھوتی ھے اور اسےباھرلے آتی ھے، جیساکه رب تعالی فرماتے ھیں: «سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿٧﴾ » (سورة الطلاق: 7) ترجمه: خدا تعالی سختی کی بعد آسانی لائیگا۔
جیسا که رسول الله علیه وسلم نے فرمایا: فراخی اور کشادگی مشکل اورغم کے ساتھ ھے، اور آسانی کا تعلق مشکل کےساتھ ھے، لفظ :"العُسر" کا معرفه ذکر هونا دونوں آیتوں میں اس بات کی دلیل ھے که سختی اور مشکلات ایک ھے۔ اور لفظ "یُسر" کا نکره آنا اس بات کی طرف اشاره ھےکه آسانی دهرائی جائے گی۔
لفظ «العسر» معرفه کا الف اور لام استغراق اور عموم کے لیے ھے، اس بات پردلالت کرتی ھے کہ مشکل چاھے کتنی سخت کیوں نه هو آخر میں آسان هوجائے گی، اور آسانی اس کی ساتھ هوگی، پھر اس نے اپنے نبی کو بطور اصل مخاطب اور مومنوں کو اس کی پیروی کرتے هوئے حکم دیا که وه خدا کا شکر ادا کریں، اور اس کی عظمت کے آگے اپنا فرض ادا کریں۔

آیت مبارکه کا شأن نزول

روایت ھے که یه آیت اس وقت نازل هوئی جب مشرکین مسلمانون کو عزت کا طعنه دیتےتھے۔
ابن جریر الطبری نے حسن بصری ؒسے روایت کیا انهوں نے کهاکه: جب یه آیت نازل هوئی تو رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: تمهارےلیے خوشخبری ھے، تم پر آسانی آگئی ھے، کبھی بھی ایک مشکل دوآسانیوں پر غالب نهیں آسکتی۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝٧	توجب اپنے کام سے فارغ هوجاؤ تو محنت کر

پهر جب تو اپنے کام کاج سے فارغ هوجائے اور تیرے دل میں ایسا کچھ نه رهے جو مشکلات کا باعث هو تو دعا اور عبادت میں محنت کیا کرو، فرمانبردار بن جاؤ، نوافل اور فضائل پر زیاده توجه دو، نیک اعمال کو زاد راه بناؤ۔

«فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ » لهذا جب آپ ایک اهم کام کو ختم کرلیں تو اس کے بعد دوسرا اهم کام شروع کریں، اور کوشش کریں، کہ ایک کام کے اختتام کو دوسرے کام کا آغاز بنائیں۔

"فَرَغْتَ " فارغ هوا ، مکمل کیا، اور فارغ رهے۔

«انْصَبْ » مشقت اٹهاؤ، مؤمن کو متحرک اور بافراست هوناچاهیے، ایک فرض سے فارغ هونے کے بعد دوسرے فرض میں مشقت اور محنت کرنےکے لیے تیار رهنا چاهیے، کیونکه هم زنده اس لیے هیں تا که مسلسل کام کریں بے کار نہ بیٹهیں۔

یاد رهے که یہ آیت مبارکه هرمسلمان کی زندگی کا خاکه اور منصوبه بندی کی نمائندگی کرتی هے، جو رسول الله صلی الله علیه وسلم کے لیےقائم کیا گیاتها، تا که اس طریقه اور منہج کو اپنی روز مره کی زندگی اور مسلمانوں کی زندگیوں میں لاگو کیاجائےتاکه جنت تک پهنچ سکیں، جهنم کےعذاب سے بچ جائیں، یعنی جب بهی وه کسی دینی کام سےفارغ هوجائیں تو اپنے آپ کو دنیاوی کام کے لیے تیار کریں، یعنی انسان کسی بهی کام اور ذمه داری سے فارغ هو کر دوسری ذمه داری قبول کرنے کے لیے تیارهو، اور کوشش میں لگ جائے، مثلاً جب بهی اسے نماز سے فرصت ملے تو اسے چاهیے که ذکر اور دعا کر ے اور جب اس سے بهی فارغ هوجائے تو دنیاوی کامونمیں مشغول هوجائے ، ایک مسلمان شخص سنجیده اور سخت زندگی گزارتاهے، اس کو کبهی کهیل کود، سسُتی، بے روزگاری وغیره کے لیے وقت نہیں ملتا ۔

وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝٨	اور اپنے پروردگارکی طرف متوجه هوجایا کرو

اور صرف اس سے امید رکهو اور دل لگاؤ، اس کے علاوه کسی اور چیزمیں خود کو مشغول مت کرو، یعنی صرف اپنےرب کی طرف متوجه هو، اپنی

(c) ketabton.com: The Digital Library

توجه اور اهتمام اس نا پائیدار اور ختم ہونےوالی دنیا کی طرف مبذول مت کرو۔
ابن کثیر کهتے هیں که: یعنی جب تم اپنے آپ کو دنیاوی معاملات سے آزادکرلو اور اس سے قطع تعلق کرلو، تو عبادت کے لیے اٹھو، چستی اور خوش دلی سے خدا کی عبادت کی طرف بڑھو، اور اپنی نیت اور اراده خلوص کے ساتھ خدا کے لیے رکھو، (مختصر: 653/3)۔
اسی طرح مفسرین آیت مبارکه کی تفسیر میں لکھتے هیں:"وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ " اپنی دعاؤں کےجواب کے لیے اپنے رب کی طرف رجوع کرو، ان لوگوں میں سے نه هوجاؤ جن کا کام کاج ختم هوجائے تو وه کهیل تماشے میں مشغول هوجاتے هیں، اپنے رب اور اس کے ذکر سے منه موڑلیتے هیں، اگر تم نے ایسا کیاتو نقصان اٹهانے والونمیں سے هوگے۔
بعض مفسرین نے آیت مبارکه کے معنی میں لکھا هے که جب تم نماز سے فارغ هوجاؤ اور اسےمکمل کرلو تو دعامانگو اور اپنی ضروریات اور حاجات کے لیے اس کی طرف رجوع کرو، جس نے یه کهاهے اس نے فرض نمازوں کے بعد دعااور ذکر کے جائز هونے پر استدلال کیاهے۔

اسلام میں صبر کی تلقین کا تصور

همارا عظیم پروردگار فرماتا هے : «وَاصْبِرُوْا ۚ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝٤٦ » (سوره انفال: 46) ترجمه (صبرکرو بیشک خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ هے)
اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتاهے:« إِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝٩٠» (سوره یوسف: 90) ترجمه: جوشخص خداسے ڈرتا اور صبرکرتاهے تو خدانیکو کاروں کا اجرضائع نهیں کرتا)
اور پهر سوره زمر آیت (١٠) میں فرماتاهے: "إِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝١٠ " ترجمه: (صبرکرنے والوں کو ان کااجر بغیر حساب کے ملےگا)، "فَاصْبِرْ ۚ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝٤٩" (سوره هود: 49) ترجمه: پس صبرکرو یعنی ثابت قدم رهو، یهی پرهیزگاروں کے لیے اچها انجام هے) تمهیں صبر کی تلقین کرتا هے که ان شاء الله مشکلات بهت جلد حل هوں گی، کیونکه یقیناً سختی کے بعد آسانی هے : "إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٦ " (سوره انشراح: 6) جی هاں ! سختی کے ساتھ آسانی هے۔

«إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا» کا مفهوم

بهت سے لوگ پوچهتے هیں که اس آیت کے بیان کے باوجود بعض مسلمانوں

(c) ketabton.com: The Digital Library

کو اپنی زندگی کے آخری ایام تک مشکلات کیوں پیش آتی هیں ؟ کیوں آفات همیشه یکے بعد دیگرے ان کی زندگی میں پیش آتی هیں ؟ (کسی راحت کے بغیر) یهاں تک که آخری عمرتک وه مشکلات میں هوتے ہیں،حالانکہ وه سب سے زیاده اطاعت اور عبادت کر تے هیں؟

جواب میں یه کها جاسکتاهے که : الله تعالی نے ان کو نوازاهے اور اس بهانے سے وه ان کے بهت سے گناهوں کو مٹادیتاهے، کیونکه مصائب، مشکلات اور آفات گناهوں کا کفاره هیں، اور خوش نصیب هیں وه لوگ جو مصیبتوں اور آفات میں صبر اختیار کرتے هیں، کیونکه انهی مشکلات اور مصیبتوں کو اگر صبر کے ساتھ برداشت کیا جائے تو یہ مشکلات اور مصائب گناهوں کے کفاره کا موجب بنیں گی، شاید هر ایک کو خدا کے اس فضل اور رحمت سے نوازا نهیں جائے گا که وه مشکلات کے وقت صبر اور برداشت سے کام لے۔

حضرت ابو هریره رضی الله عنه کهتے هیں که: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :

"من يُّرِدِ الله به خيرًا يُّصِيب منه" رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: " الله تعالی جس کے ساتھ بھی بھلائی کا اراده رکھتاهے اس کو مصائب میں مبتلا کرتاہے" (بخاری: 5645)۔

خدا تعالی صبر کرنے والوں کے متعلق فرماتاهے : "إِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ○۱۰ " (سوره زمر)صرف صبر کرنے والوں کو ان کا اجر کسی شمارکے بغیر دیا جائے گا۔

حضرت ابو هرهره رضی الله عنه روایت کرتے هیں : « قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی الله علیه وسلم: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ، مِنْ حَيثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ كَفَأَتْهَا، فَإِذَا اعْتَدَلَتْ، تَكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ، وَالْفَاجِرُ كَالأَرْزَةِ، صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً، حَتَّى يقْصِمَهَا اللّٰهُ إِذَا شَاءَ» (بخاري:5644)۔

ترجمه: رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: که مؤمن کی مثال پودے کی پهلی نکلی هوئی هری شاخ جیسی هے که جب بهی هوا چلتی هے ، اسے جهکادیتی هے، پهر وه سیدهی هوکر مصیبت برداشت کرنے میں کامیاب هوجاتی هے، اور بدکار کی مثال صنوبر کے درخت جیسی هے که سخت هوتاهے اور سیدها کهڑا رهتاهے یهاں تک که الله تعالی جب چاهتاهے اسے اکهاڑ کر پهینک دیتاهے، (یعنی وه مصیبت میں کم پڑتاهے)۔

ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریره ؓ فرماتے ہیں: (مَا يصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلا وَصَبٍ، وَلا هَمٍّ وَلا حُزْنٍ، وَلا أَذًى وَلا غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةِ يشَاكُهَا، إِلاَّ كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)

ترجمہ: مسلمان کو جو بهی دکھ، گهٹن، حزن ملال اور تکلیف اورغم پهنچتا

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے یہاں تک کہ اگر کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں ضرور اس کی خطائیں معاف فرماتا ہے، (اس کے گناہوں کے کفارہ کا سبب بنے گا)۔
صحیح حدیث پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر)(مسلم:۲۹۵۶) ترجمہ: دنیا مؤمن کے لیے قیدخانہ اور کافر کے لیے باغ ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مؤمن بندے کے صبر اور شکر کے بارے میں فرماتے ہیں: (عجبا لأمر المؤمن إن أمره كله خير، وليس ذاك لأحد إلا للمؤمن، إن أصابته سرّاء شكر، فكان خيراً له، وإن أصابته ضرّاء صبر، فكان خيراً له)(روایت مسلم) ترجمہ: مؤمن کا معاملہ عجیب ہے، اس کا ہر معاملہ اس کے لیے بھلائی کا ہے، اور یہ بات مؤمن کے علاوہ کسی اور کو میسر نہیں ، اسے خوشی اور خوشحالی ملے تو شکر کرتا ہے، اور یہ اس کے لیے اچھا ہوتا ہے، اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچے تو (اللہ کی رضا کے لیے) صبر کرتا ہے، یہ (بھی) اس کے لیے بھلائی ہوتی ہے۔
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:(حفت الجنة بالمكاره وحفت النار بالشهوات)(مسلم:۲۸۲۲ اور ترمذی:۲۵۵۹) یعنی: جنت ناپسندیدہ اور تکلیف دہ چیزوں سے گھری ہوئی ہے۔
لہٰذا جب بھی کسی متقی مؤمن کو مصیبت آتی ہے تو اس کو چاہیے کہ اسے نعمت میں بدل دے، وہ کیسے؟ صبر، شکر اور خدا کی مقررکردہ تقدیر سے راضی ہوتے ہوئے اس پر بھروسہ کرتے ہوئے اس مشکل کو دفع کرنے میں تاکہ وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے۔
اس کے علاوہ ایسا بھی نہیں ہے جیسا کہ آپ سوچتے ہیں، کیونکہ ہر ایک کی زندگی میں خوشی اور ناخوشی دونوں ہوتی ہیں اور شاید بعض مؤمنین کو اپنے اعمال کی وجہ سےزیادہ مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:(وَمَآ اَصَابَكُمۡ مِّنۡ مُّصِيۡبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍؕ‏ ۝۳۰)(سورہ شوریٰ:۳۰) ترجمہ: اور جو بھی تمہیں کوئی مصیبت پہنچی تو وہ اس کی وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور وہ بہت سی چیزوں سے درگزر کرجاتا ہے، اور بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے مطابق اس کا امتحان لیتا ہے، جیسا کہ فرماتا ہے: (وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَىۡءٍ مِّنَ الۡخَـوۡفِ وَالۡجُـوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِؕ ۝ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيۡنَۙ‏ ۝۱۵۵)(سورہ بقرہ:۱۵۵) ترجمہ: اور یقناًہم تمہیں

(c) ketabton.com: The Digital Library

خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دےدیں وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بیشک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بیشک ہم اس کی طرف لوٹنے والے ہیں یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے کئی مہربانیاں اور بڑی رحمت ہے اور یہ لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو ضرور آزمائیں گے اور مصائب میں گرفتار کریں گے، (جیسے قدرتی آفت، ڈوب جانا، نقصان اٹھانا، وہ اموال جو جابر اور ظالم لوگ طاقت اور زبردستی سے لے لیتے ہیں) لیکن کسی بھی صورت میں ایسا نہیں ہے کہ ساری زندگی سختی اور عذاب میں رہے، یہ تصور درست نہیں ہے -

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شق صدر کا مقصد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شق صدر کا کیا مقصد ہے؟

اول: شق الصدر کا واقعہ : یعنی: سینہ کو کھولنا، اس وقت پیش آیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی سعد میں حلیمہ سعدیہ کے پاس رضاعت کے لیے تھے، ابن اسحاق کی روایت کے مطابق چند ماہ، یا بعض محققین کی رائے کے مطابق چار سال کی عمر میں شق صدر کا واقعہ پیش آیا۔

مسلم نے انسؓ سے روایت کیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، آپؐ کو اپنی جگہ سے اٹھا کر زمین پر لٹا دیا اور آپؐ کا سینہ چاک کرکے آپؐ کا دل نکالا اور اس میں سے خون کا لوتھڑا نکالا اور کہا: یہ ہے شیطان کا حصہ پھر اس نے آپؐ کے دل کو سونے کے طست میں زمزم کے پانی سے دھویا، پھر اس نے آپؐ کو لٹادیا، اور دوبارہ سے آپؐ کا سینہ سی لیا، لڑکے دوڑتے ہوئے حلیمہ سعدیہ کے پاس گئے اور کہا: انہوں نے محمد کو مارڈالا! وہ سب آپؐ کو ڈھونڈنے کے لیے دوڑے، جب انہوں نے آپؐ کو ڈھونڈلیا تو آپؐ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا تھا۔

انسؓ کہتے ہیں: کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر جبرائیل علیہ السلام کے سیے ہوئے نشانات کو دیکھتا تھا، (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء، جلد ۱، صفحہ:۱۴۷، ح ۲٦۱)۔

اس واقعہ کے بعد حلیمہ سعدیہ خوف زدہ ہوگئی اور آپؐ کو آپ کے ماں کے پاس واپس بھیج دیا، شق صدر کا واقعہ آپ کی زندگی میں تین بار پیش آیا:

1 - جب بچے تھے جیسا کہ مذکور ہوا، اور یہ روایت صحیح مسلم میں ہے، اور اس کی حکمت وہی تھی جو ان دو فرشتوں نے بیان کی تھی: "یہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے شیطان کا حصہ تم سے" اور ایک خون کا لوتھڑا آپ کے دل سے نکال دیا۔

2 - نبوت سے پہلے، اس کی حکمت یہ تھی مضبوط دل سے وحی کا سامنا کریں، حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب "الفتح" میں اسراء و معراج کی تفصیل میں کہا: پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کا چاک کرنا نبوت کے دوران ثابت ہے، جیسا کہ ابو نعیم نے اس روایت کو اپنی "الدلائل" میں نقل کیا ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت نگاروں نے بھی اس واقعہ کوبیان کیا ہے۔

3 - اسراء اور معراج کے واقعہ سے پہلے، اس کی حکمت یہ تھی کہ وہ خالص اور مضبوط دل کے ساتھ براہ راست خدا سے دعا کرنے کے لیے تیار ہوجائیں، یہ واقعہ صحیحین اور دیگر کتب احادیث سے ثابت ہے۔

گناہ کے اثرات

1 - گناہ کے اہم ترین اثرات میں سے ایک علم سے محروم ہونا ہے، وہ علم جو خدا نے قرآن و سنت میں رکھا ہے اور دنیا و آخرت میں انسانی سعادت کا ذریعہ ہے، گنہگار لوگ اس علم سے محروم ہیں: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (وَاتَّقُوا اللّٰهَ○وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ○وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ○۲۸۲)(سورہ البقرہ:۲۸۲)

ترجمہ: اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بے شک علم خدا کا نور ہے اور گنہگاروں کو خدا کا نور نہیں دیا جاتا۔

2 - گناہ اور فسق انسان کے دماغ کو خراب اور تباہ کردیتے ہیں، اور انسان سے ادراک اور اچھی سوچ کی قوت چھین کر انسان کو ہر معاملے میں پریشان کرتا ہے۔

سلف صالحین میں سے کسی کا قول ہے فرماتے ہیں: جو شخص خدا کا نافرمان ہوکر گناہ کرتا ہے، اس کی عقل ختم ہوجاتی ہے اور گناہ عقل کی روشنی کو ختم کردیتا ہے، کمزوری اورسستی اس کے جسم کو گھیر لیتی ہے۔

3 - گناہ اور معصیت دل کو کمزور کردیتے ہیں، اور اسے تاریک کھنڈرات میں تبدیل کردیتے ہیں، جہاں سے کوئی نیک ارادہ یا فیصلہ نہیں نکلتا، گناہ اور اس کے زخیرہ کرنے پر اس کے اصرار سے اللہ تعالیٰ گنہگار کے دل پر مہر لگادیتا ہے، اسی وجہ سے انسان دل کا اندھا شمار ہوتاہے، اورغافلوں میں شامل ہوجاتاہے، جہنم کی آگ سب سے پہلے دلوں پر حملہ کرتی ہے، اور اسے اپنے بدترین شعلوں سے جلاتی ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

4 - گناہ انسان کو ذلیل اور رسوا کرتا ہے اور اس کی عزت اور سربلندی کو چھین لیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ جَمِيۡعًا ؕ اِلَيۡهِ يَصۡعَدُ الۡكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ يَرۡفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيۡنَ يَمۡكُرُوۡنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ؕ وَمَكۡرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوۡرُ ۱۰" سورہ فاطر:آیت ۱۰) ترجمہ: "اگر کوئی عزت اور بلندی چاہتا ہے، بے شک ساری عزت اللہ ہی کے لیے ہے، اسی کے طرف ھر پاکیزہ بات چڑھتی ھے اور نیک عمل اسے بلند کرتاھے اور جو لوگ برائیوں کی خفیہ تدبیر کرتے ھیں ان کے لیے بہت سخت عذاب ھے اور ان لوگوں کی خفیہ تدبیر ھی برباد ھوگی" ۔

5 - گناہ کے برے اثرات میں سے ایک حیاء کا ختم ہونا ہے، حیاء جوکہ توانائی کا ذریعہ ہے اور تمام نیک کاموں کا سرچشمہ ہے، گناہ کو دہرانے اور اس پر اصرار کرنے سے یہ حیا ضائع ہوجاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَلۡحَيَاءُ خَيۡرٌ كُلُّهُ "صحیح مسلم): حیاء خیرہی خیر ہے۔

6 - گناہ بندوں پر خدا کے رزق اور نعمتوں کی بربادی کا سبب بنتا ہے اور انسان کے رزق، روزی، عمر، علم اور عمل سے برکت ختم ہونے کا سبب بنتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَوۡ اَنَّ اَهۡلَ الۡقُرٰٓى اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا لَفَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ وَلٰـكِنۡ كَذَّبُوۡا فَاَخَذۡنٰهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ۹۶ (سورہ اعراف:۹٦) ترجمہ: اگر واقعی بستیوں والے ایمان لے آتے اور بچ کر چلتے تو ھم ضرور ان پر آسمان اوزمین سے بہت سے برکتیں کھول دیتے اور لیکن انھوں نے جھٹلایا تو ھم نے انھیں اس کی وجہ سے پکڑلیا جو وہ کمایا کرتت تھے "۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "إِنَّ الرَّجُلَ لَيُحۡرَمُ الرِّزۡقَ بِالذَّنۡبِ الَّذِى يصِيبُهُ" ابن حبان- حسن) ترجمہ: انسان اس گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم ہوجاتا ہے جو اس سے سرزد ہوجاتا ہے۔

7 - گناہ شیاطین اور جنات کے لیے انسان کے قریب آنے اور اس پر غالب ہونے کا سبب بنتاہے، اور پھر اسے ہر اساں کرتے اور تکلیف پہنچاتے ہیں، اور روز بہ روزانسان کو بگاڑ اور تباہی کی طرف لے جاتے ہیں۔

8 - گناہ خاندان اور اولاد کی نافرمانی کا سبب بنتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل و جان سے پیاری اولاد کو اس نے خون جگر سے پالا ہوتاہے، اس کو تکلیف پہنچانے اور نافرمانی کرنے کی جسارت کرتے ہیں، جبکہ خدا

(c) ketabton.com: The Digital Library

کی اطاعت اور بندگی انسان کو ان تمام مصائب سے بچاتی ہے، اور اس کی اولاد کو اس کے ہاتھ کی لاٹھی یعنی سہارا اور آنکھوں کی ٹھنڈک بنادیتی ہے۔

9 - گناہ کا سب سے بڑا اثر یہ ہے کہ جیسے انسان خدا کو بھول جاتا ہے، خدا بھی اسے بھول جاتا ہے، ایسے شخص کے لیے خدا تعالیٰ نے دو سزائیں

مقرر کی ہیں، ان آیات پر توجہ کریں:

الف:« وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللهَ فَأَنْسٰهُمْ أَنْفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ۝١٩ »

(سورۃالحشر:۱۹) ترجمہ: اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا، جنھونے خدا کو بھلادیا توخدا نے ایسا کردیا کہ خود اپنے تئیں بھول گئے یہ بدکردارلوگ ہیں.

ب: "نَسُوا اللهَ فَنَسِيَهُمْ ۗ إِنَّ الْمُنٰفِقِينَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ۝٦٧" (سورۃ التوبہ:٦٧) ترجمہ: "وہ اللہ کو بھول گئے تو اس نے انہیں بھلادیا، یقیناًمنافق لوگ ہی نافرمان ہیں".

خدا تعالیٰ انہیں دنیا اور آخرت میں بھلادیتا اور اپنے فضل و کرم سے محروم کردیتا ہے۔

10 - گناہ خدا کے فرشتوں کو انسانوں سے دور کرنے کا باعث بنتا ہے، خدا کے فرشتے ہر حال میں انسان کے ساتھ ہوتے ہیں، اور انسان پر خدا کی رحمت، بخشش اور برکت کا ذریعہ بنتے ہیں، جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے یعنی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو فرشتے اس سے منہ پھیرلیتے ہیں اور انسان خدا کے فضل سے محروم ہوجاتا ہے۔

11 - گناہ کے نتائج میں سے ایک آب و ہوا، موسم، اور پھلوں کا نقصان اور خرابی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: " ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝٤١ "(سورۃ الروم: ۴۱) ترجمہ: "خشکی اور سمندر میں فساد ظاہر ہوگیا، اس کی وجہ سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمایا، تاکہ وہ انہیں اس کا کچھ مزہ چھکائے جو انہوں نے کیا ہے، تاکہ وہ باز آجائیں".

12 - گناہ انسانوں کو سیلاب، زلزلہ، طوفان، آسمانی بجلی اور دھماکوں کے ذریعے تباہ و برباد کردیتا ہے۔

ام المؤمنین زینب بنت حجشؓ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ أَنَهْلِكُ وفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قال: نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ» متفقٌ عليه (متفق علیہ) ترجمہ: کیا ہم ہلاک ہوجائیں گے جب کہ ہمارے درمیان نیک لوگ ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، جب فسق اور بے حیائی بڑھ جائے

(c) ketabton.com: The Digital Library

سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
«سيكون في آخر الزمان خسف، وقذف ومسخ» .
آخر زمانے میں زمین میں دھنسنا، زلزلے، ذلت و خواری، لعن طعن، بُرائی اور بد صورتی ظاہر ہوں گے، پوچھا گیا کہ اے خدا کے پیغمبر! کب؟ کہنے لگے:جب موسیقی کے آلات اور گلوکارخواتین ظاہر ہوں گی (صحیح جامع الصغیر).

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library